حضرت سیدنا امام احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

جنوبی پنجاب میں فکر رضا کے

پہلے ترجمان

تحریر و تحقیق: محمد صلاح الدین سعیدی، ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن، پوسٹ بکس نمبر 2206، لاہور

ناشر
ادارہ محمدیہ ﷺ (رجسٹرڈ)

13 ایم۔ ای۔ ٹی کالونی، فیز 11 مغل پورہ، لاہور

برائے ایصال ثواب
حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری قدس سرہ العزیز

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

برائے ایصال ثواب: حضرت سید محمد مسعود محمد ہمدانی قدس سرہ العزیز
بانی ادارہ محمدیہ

نام کتاب: حضرت سیدنا امام احمد سعید کاظمی
جنوبی پنجاب میں فکر رضا کے پہلے ترجمان

مؤلف: صلاح الدین سعیدی (ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن، لاہور)

حسب فرمائش: محمد تعظیم الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ منتظم اعلیٰ ادارہ محمدیہ

صفحات: 16

قیمت: دعائے خیر

تاریخ اشاعت: ٢٦ رجب (شب معراج) ١٤٢٧ھ/22۔اگست 2006ء

ناشر: ادارہ محمدیہ 13۔ایم۔ای۔ٹی کالونی، فیزII، مغلپورہ، لاہور

ملنے کے پتے

☆ ادارہ محمدیہ 13۔ایم۔ای۔ٹی کالونی، فیزII، مغلپورہ، لاہور

☆ تاریخ اسلام فاؤنڈیشن، پوسٹ بکس 2206، لاہور

☆ مرکزی مجلس رضا مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور

☆ دار الفیض گنج بخش، 55 حکیم محمد موسیٰ روڈ (ریلوے روڈ)، لاہور

پیش لفظ

میرے ایک انتہائی قابل احترام دوست نے ایک مبارک خواب سنایا کہ ”انہوں نے حضور علیہ السلام کی زیارت کی، آپ کے دائیں حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ اور بائیں طرف حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ حاضر خدمت تھے.............“۔

اپنے دوست کی زبانی اس نورانی خواب کی تفصیلات جاننے کے بعد علامہ کاظمی کی زیارت کا اشتیاق بڑھ گیا۔ دسمبر 1978ء کی ایک یادگار شام تھی جب میں حضرت کاظمی علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لئے عازم ملتان ہوا۔ موسم کی مناسبت سے گرم سوٹ پہنا ہوا تھا دل تو ازل سے ہی محبوب حجازی صلی اللہ علیہ وسلم کے در پہ جھکا ہوا ہے مگر بظاہر ”مغربی لباس“ میں ہونے کے باعث دل میں ہچکچاہٹ تھی کہ ایک ولی اللہ کے دربار میں حاضری اور ایسے لباس میں! بہر حال میں اُن کی کریمی کے آسرے پہ حاضر خدمت ہوگیا۔

حضرت نے میرے خدشات کے بالکل برعکس مجھے ایسا پیار دیا جو اولیاء اللہ ہی کا حصہ ہے۔ حضرت صاحبزادہ سیّد حامد سعید کاظمی صاحب مدظلہ کو چائے کے لئے کہلا بھیجا چائے آئی تو خود اپنے ہاتھ سے بنا کر عنایت فرمائی جتنی دیر بیٹھے انتہائی بے تکلفی سے بات چیت کی اور پہلی ہی ملاقات میں اپنا بنالیا۔ وقت رخصت حضرت نے میری گردن پر بوسہ دیا، بوسہ کیا تھا یوں جانیے کہ روحانیت کی ایک زود اثر خوراک تھی جو میرے رگ وریشے میں اتر گئی میں تین دن تک جس روحانی کیف وسرور سے سرشار رہا نہ کوئی زبان اُس کو بیان کرسکتی ہے نہ کوئی کان اس سے آشنا ہوسکتا ہے۔

جب اعلیٰ حضرت اور حضرت کاظمی کے تعلق سے یہ بات تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور کے ڈائریکٹر صلاح الدین سعیدی کو سنائی تو انہوں نے اسی تناظر میں اپنے ایک مقالے ”جنوبی پنجاب میں فکر رضا کے پہلے ترجمان“ کا ذکر کیا جو ماہنامہ جہانِ رضا لاہور اور بعد ازاں معارف رضا کراچی میں قسط وار شائع ہوا تھا۔

راقم نے یہ مقالہ ”ادارہ محمدیہ“ کے تحت چھاپ کر مفت تقسیم کرنے کی اجازت چاہی تو موصوف نے نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی بلکہ اپنی نگرانی میں شائع بھی کرادیا۔ اس سے قبل وہ میری فرمائش پر ”نظام مصطفیٰ میں جہیز کا تصور“ نامی کتاب بھی تالیف کرچکے ہیں ہم ادارہ محمدیہ کے تحت ان کا یہ مقالہ شائع کر کے خوشی محسوس کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ اُمید رکھتے ہیں کہ ہمیں آئندہ بھی ان کا قلمی تعاون حاصل رہے گا اور ہم قوم کو مثبت، اصلاحی، سنجیدہ اور خوش فکر لٹریچر فراہم کر کے اپنے شیخ گرامی حضرت سیّد محمد مسعود محمد ہمدانی علیہ الرحمہ کی وساطت سے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرتے رہیں گے۔ آمین ثم آمین

محمد تعظیم الحق قادری، منتظم اعلیٰ

ادارہ محمدیہ 2-M-E-T-13، مغلپورہ، لاہور

﴿۱﴾

ملتان بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ڈویژنوں پر مشتمل سرائیکی زبان وثقافت والے زرخیز خطہ کو جنوبی پنجاب کہا جاتا ہے حضرت سخی سرور حضرت خواجہ غلام فرید اور حضرت مخدوم بہاؤالدین زکریا ملتانی کی یہ سرزمین پاکستان کے چاروں صوبوں کو جغرافیائی اور تہذیبی طور پر آپس میں ملاتی ہے اس مردم خیز علاقے کے اہل علم حضرت امام احمد رضا کی ظاہری حیات سے ہی اُن کی عظیم علمی اور اعتقادی کاوشوں کے معترف رہے ہیں۔

ڈیرہ غازی خان کے مشہور عالم حضرت مولانا احمد بخش صادق نے امام احمد رضا کی عربی شاعری سے متاثر ہوکر ایک عربی قصیدہ اصلاح کی غرض سے بھیجا جس کی امام نے اصلاح فرمائی پھر رویت ہلال کے بارے میں ایک مسئلہ دریافت فرمایا جس کے جواب میں امام نے رسالہ تصنیف فرمایا امام احمد رضا نے مولانا حافظ احمد بخش صادق کی دینی خدمات سے متاثر ہوکر انہیں خرقہ خلافت بھی بخشا حضرت خواجہ محمد یار فریدی نے بھی امام سے کئی دینی معاملات میں راہنمائی حاصل کی جن کی تفصیل فتاویٰ رضویہ میں موجود ہے۔ سرائیکی علاقے کے اور بھی بہت سے دینی راہنما امام سے شرف ملاقات، اور خط وکتابت رکھتے تھے۔ لیکن اس خطہ میں جس وسیع علمی ادبی صحافتی معاشرتی اور عوامی سطح پر امام کی تعلیمات ونظریات کا کامل فروغ اور فکر رضا کی کماحقہ ترجمانی امام احمد سعید کاظمی نے کی اُس کی بنا پر آپ کو جنوبی پنجاب میں فکر رضا کے پہلے ترجمان قرار دیا جاسکتا ہے۔

﴿۲﴾

حضرت سید امام احمد سعید کاظمی زمانہ طالب علمی ہی سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کمال درجہ متاثر تھے۔ ”السبحان السبوح“ اعلیٰ حضرت کی شہرہ آفاق علمی تحقیقی کتاب ہے جس میں اللہ تعالیٰ سبوح وقدوس پر کذب کے امکان کا اطلاق کرنے والوں کا رد بلیغ ہے۔ امام کاظمی نے حضور اعلیٰ حضرت کی یہ کتاب ملاحظہ فرمائی تو اعلیٰ حضرت کی اتباع میں اسی رنگ میں امکان کذب کے حاملین کے رد میں ”تسبیح الرحمٰن“ نامی فاضلانہ کتاب تصنیف فرمائی۔ یہ امام کاظمی کا نقش اول ہے۔ جو سن فراغت کے بعد عالم شباب میں تصنیف فرمائی۔

﴿۳﴾

حضرت مولانا حافظ امانت علی سعیدی اپنی تصنیف لطیف ”حیات غزالی زماں“ کے گیارھویں

اس زمانہ کے ماہنامہ السعید میں شائع ہوئی تھی۔

﴿۷﴾

پاکستان کے معروف رضوی سکالر حضرت مولانا حسن علی رضوی مدظلہ راوی ہیں کہ ملتان کے علاقے ''حسین آگاہی'' میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کا ایک جلسہ انتظامیہ کی نگرانی میں ہو رہا تھا۔ دیوبندی مقرر محمد علی جالندھری نے جوش خطابت میں کہیں کہہ دیا کہ میں لوہے کی لٹھ دیوبندی ہوں۔ جب حضرت خطاب کیلئے تشریف لائے تو آپ نے بڑے معنی خیز انداز میں فرمایا لٹھ مونث ہوتی اور پتھر مذکر ہوتا ہے۔ میں پتھر کی طرح سخت بریلوی ہوں اور لوہا تو پگل بھی جاتا ہے مگر پتھر نہیں پگھلتا۔

﴿۸﴾

اعلیٰ حضرت کے چھوٹے شہزادے حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید سعید حضرت مولانا انوار احمد رضا لکھتے ہیں ''حقیقت یہ ہے کہ حضرت علامہ کاظمی صاحب قبلہ مسلک اعلیٰ حضرت کے عظیم ناشر و مبلغ تھے۔ اعلیٰ حضرت کی تصانیف اور تحقیق پر معاندین و مخالفین کی طرف سے اعتراضات کا جس طرح دفاع حضور غزالی دوراں فرماتے ہیں وہ انہی کا خاصہ تھا۔ میرے پیر و مرشد شیخ الشیوخ العالم حضور سیدنا مفتی اعظم قطب عالم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب نوری بریلوی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ بریلی شریف نے نہ صرف غزالی زماں کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی اجازت عطا فرمائی تھی بلکہ سند حدیث شریف بھی عطا فرمائی تھی اور حضرت غزالی زماں کے عہد حیات میں مدرسہ انوار العلوم سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کو جو سند دی جاتی تھی اس میں حضور سیدنا مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے توسط سے یہ سند شیخ عبدالحق محدث دہلوی تک جاتی ہے۔ ایسے بہت کم خوش نصیب لوگ ہیں جن کو سیدنا مفتی اعظم نے بیک وقت سلسلہ عالیہ کی اجازت اور حدیث پاک کی سند عطا فرمائی ہو''۔

﴿۹﴾

روزنامہ نوائے وقت کے خاص قلمکار خواجہ ڈاکٹر عابد نظامی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ (مشہور شاعر) میر حسان الحیدری کے ساتھ حضرت امام احمد سعید کاظمی کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا: نعت گو شعراء کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی ''حدائق بخشش'' بار بار پڑھنی چاہئے۔ اعلیٰ حضرت کی نعتوں میں بارگاہ رسالت پناہ کا جو ادب و احترام ہمیں ملتا ہے اور جو احتیاطیں نظر آتی ہیں وہ دوسرے شاعروں کے ہاں بہت کم نظر آتی ہیں، اعلیٰ حضرت مقام نبوت اور نبوی جلالت شان کے شناسا ہیں۔ اس شناسائی اور معرفت کے بغیر نعت لکھنی ممکن نہیں۔ یہ شناسائی حضور پر نور ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطالعہ اور کثرت سے درود شریف پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے۔

﴿۱۰﴾

بھارت کے شہر ممبئی سے شائع ہونے والے سہ ماہی ''افکار رضا'' جون 1999ء میں برصغیر کے معروف دانشور سید صابر حسین بخاری رقمطراز ہیں۔ ''قبلہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق زار تھے، جب بھی کسی نے اعلیٰ حضرت کی شخصیت کو داغدار کرنے کی ناپاک جسارت کی تو آپ کا راہوار قلم فوراً تعاقب میں سرپٹ دوڑتا بالآخر معترض کو راہ فرار اختیار کرنی پڑتی''۔

﴿۱۱﴾

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے شان الوہیت میں تنقیص اور شان رسالت میں توہین کی ناپاک جسارت کرنے والے قادیانی نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی وغیرہ پر اکابر علمائے حرمین سے تکفیر کا حکم شرعی حاصل کیا اور اس کو حسام الحرمین کے نام سے شائع کیا۔ پھر اعلیٰ حضرت کے وصال شریف کے بعد شیر بیشہ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خاں لکھنوی نے ہندوستان بھر کے علماء و مشائخ سے حسام الحرمین پر تائید و تصدیق حاصل کی تو امام کاظمی اور آپ کے پیر و مرشد حضرت علامہ سیّد محمد خلیل خاں محدث امروہوی نے تکفیر کے شرعی حکم کی بھرپور تائید و تصدیق فرمائی اور شریعت کے اصولوں کے مطابق گستاخان رسول اللہ ﷺ کے خلاف فتویٰ دیا۔ امام کاظمی کا یہ قدیم فتویٰ الصوارم الہندیہ صفحہ نمبر ۱۰۲ پر موجود ہے۔

﴿۱۲﴾

ملتان کے دیوبندی ماہنامہ ''الصدیق'' نے ماہ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ میں امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت کی مشہور کتاب ''الامن والعلیٰ'' میں منقول ''حدیث مشورہ'' (یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب و محبوب ﷺ سے آپ کی اُمت کے بارے میں مشورہ فرمایا)۔ کو جھوٹی قرار دیا حالانکہ اس وقت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سمیت اعلیٰ حضرت کے کئی جید تلامذہ و خلفاء بھی بقید حیات تھے۔ مگر حضرت غزالی زماں نے اپنے امام و مجدد سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے تحفظ و دفاع میں جو مدلل و محقق جواب ارقام فرمایا وہ آپ ہی کا حصہ ہے اور تحقیقات علمیہ کا اعلیٰ شاہکار ہے حضرت امام کاظمی نے یہ مبارک حدیث جو اعلیٰ حضرت نے بغیر حوالہ صفحہ محض مسند امام احمد کے نام سے نقل فرما دی تھی۔ مسند امام احمد جلد پنجم وغیرہ اور کنز الاعمال جلد ششم اور

خصائص کبریٰ جلد دوئم سے حرف بہ حرف نقل فرما کر ثابت فرما دیا کہ اعلیٰ حضرت کی نقل فرمودہ حدیث مسند احمد، مطبوعہ مصر، جلد۵، ص۳۹۳۔ کنز الاعمال جلد۶، ص۲۔ خصائص کبریٰ جلد۲ ص۲۱۰۔ پر موجود ہے۔ اور دیگر حوالہ جات سے دشمنان اعلیٰ حضرت کا ناطقہ بند کر دیا۔ آخر میں امام کاظمی فرماتے ہیں "الحمد للہ اہل علم نے دیکھ لیا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد ملت قدس سرہ العزیز علم و فضل کا وہ بحر ذخار ہیں جس کے ساحل تک بھی منکرین کی رسائی نہیں ذلک فضل اللہ"۔ مختصر یہ کہ تفسیر نیشاپوری، تفسیر سراج المنیر، تفسیر کشاف، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان اور مفردات راغب کے مدلل حوالوں سے حدیث مشورہ کا اثبات فرمایا اور ثابت فرمایا کہ حضرت امام کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے مسلک حق کے جانثار مجاہد و محافظ ہیں۔ (نوٹ یہ کتابچہ 2002 میں "حدیث استشارہ" کے عنوان سے الرضا لائبریری ریلوے پاور ہاؤس، مغلپورہ، لاہور نے شائع کیا ہے)

﴿۱۳﴾

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "شمول الاسلام" میں آیت **وتقلبك فی الساجدين** کے تحت امام رازی علیہ الرحمۃ کا ایک قول نقل کیا ہے۔ جس کا کوئی حوالہ نہ دیا۔ امام کاظمی کے شاگرد رشید مولانا غلام رسول سعیدی دامت برکاتہم نے امام کاظمی علیہ الرحمۃ سے سوال کیا کہ حضرت! اس آیت کے تحت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے امام رازی کا جو حوالہ دیا ہے وہ تفسیر کبیر میں تو نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ امام احمد رضا نے امام رازی علیہ الرحمۃ کی تصنیف "اسرار التنزیل" کے حوالے سے یہ تفسیر نقل کی ہے اور جس کتاب میں سے نقل کی اس کتاب کا نام **التعظیم والمنة فی ان ابوین رسول الله فی الجنة** طبع حیدر آباد دکن ص۵۰۔ از: امام سیوطی ہے

اس سے جہاں غزالی زماں نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ سے اعتراض رفع کیا وہاں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اور امام کاظمی علیہ الرحمہ کی وسعت علمی کا بھی پتہ چلتا ہے۔

﴿۱۴﴾

دیوبندیوں نے جب امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ پر الزام لگایا کہ آپ نے قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کے مختلف مقامات سے تین نامکمل فقروں کو لے کر ایک فقرہ بنا لیا تھا جس سے کفری مضمون پیدا ہو گیا تو حضرت علامہ سیدی احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے کتاب **التبشیر برد التحذیر** لکھ کر یہ ثابت کیا کہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ پہ یہ الزام قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے یہ کتاب آج تک لاجواب

ہے

﴿۱۵﴾

امام احمد رضا بریلوی کے مخالفین نے آپ کے ترجمہ کنز الایمان میں "النبی" کے ترجمہ "غیب کی خبریں دینے والا" پر اعتراضات کیئے تو غزالی دوراں علیہ الرحمۃ نے کتاب "النبی کا صحیح معنیٰ و مفہوم" لکھ کر مخالفین کا منہ بند کر دیا۔

﴿۱۶﴾

ماہنامہ "تجلی دیوبند" شمارہ فروری مارچ ۱۹۵۹ء اور ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور شمارہ ۸ جنوری ۱۹۶۰ء میں مخالفین اہل سنت نے حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اقدس کا سایہ ثابت کرنے کے لئے زوردار مضامین شائع کئے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "**نفي الفيء عمن بنوره انار كل شي**" پر بھی پھبتیاں کسی گئیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر امام کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ماہنامہ السعید ملتان کا "ظل نمبر" اپریل مئی ۱۹۶۰ء شائع کیا اور مخالفین کے دلائل کی دھجیاں بکھیر دیں۔ اس سلسلے میں ضیغم الاسلام حضور امام کاظمی رحمۃ اللہ علیہ مقالات کاظمی کی دوسری جلد کے صفحہ نمبر ۲۰۲ پر رقم طراز ہیں "بفضلہٖ تعالیٰ معترضین کے تمام شکوک و شبہات کا تار عنکبوت سے زیادہ کمزور ہونا اظہر من الشمس ہو گیا اور امام اہل سنت مجدد ملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے رسالہ مبارکہ **نفي الفيء انار بنوره كل شي** پر وارد کیے ہوئے جملہ اعتراضات ہباءً منثورا ہو گئے۔ اور یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئی کہ اعلیٰ حضرت کی تصانیف جلیلہ کی پھبتیاں اڑانا اور ان پر اعتراضات کرنا گویا سورج کا منہ چڑانا اور چاند پر تھوکنا ہے۔ جس کا انجام ذلت و ندامت کے سوا کچھ نہیں"۔

﴿۱۷﴾

دار العلوم امجدیہ کراچی میں بروز چہار شنبہ بعد نماز عشاء ۲۳ صفر المظفر ۱۳۸۸ھ بمطابق ۲۲ مئی ۱۹۶۹ء عرس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ منعقد ہوا۔ عرس کے موقع پر ایک نعتیہ مشاعرہ کا اہتمام بھی کیا گیا۔ صدر مشاعرہ حضرت امام کاظمی علیہ الرحمہ تھے۔ نعتیہ مشاعرہ میں مصرع طرح یہ تھا۔

"ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے"

رات ڈیڑھ بجے صدر مشاعرہ امام کاظمی نے اعلیٰ حضرت کی زمین میں اپنی کہی ہوئی مندرجہ ذیل نعت سنائی۔

کیا شان شہنشاہ کونین نے پائی ہے
ختم آپ کی ہستی پر ہرایک بڑائی ہے
ہر ایک فضیلت کے ہیں مظہر کامل وہ
کیا ذات شہ والا خالق نے بنائی ہے
کون ان کے برابر ہو کون ان کے مماثل ہو
ایسی تو کوئی ہستی آئے گی نہ آئی ہے
جنت کا خیال اب کیا آیگا میرے دل میں
تصویر مدینے کی آنکھوں میں سجائی ہے
آزاد دو عالم ہے وہ کاظمی مسکین
آقائے دو عالم سے لو جس نے لگائی ہے

۱۸

۹ جنوری ۱۹۸۰ء کو مجلس رضا کے زیر اہتمام منعقدہ یوم رضا کے موقع پر آپ نے جو تقریر فرمائی وہ حکیم اہل سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ علیہ الرحمۃ کے ساتھی جناب محمد عالم مختار حق نے ”خطبات یوم رضا“ میں شائع کردی ہے صفحہ ۸ کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ ”اعلیٰ حضرت کی مقدس شخصیت کوئی غیر معروف نہیں دنیائے علم کے آپ آفتاب اور ماہتاب ہیں۔ آپ کے مخالفین نے آپ کے علمی اور آپ کے تحقیقی مقام کو تسلیم کیا۔ عام طور پر یہ کہا گیا کہ کفر کا فتویٰ لگانے میں جلد بازی سے کام لیتے تھے لیکن دعوے سے کہتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی ایسی بات پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جس پر کہ ان کے مخالفین اور معترضین کفر کا فتویٰ نہ دے چکے ہوں۔ کوئی شخص قیامت تک ایسی کوئی بات ثابت نہیں کرسکتا کہ ایسی بات پر اعلیٰ حضرت نے کفر کا فتویٰ لگایا ہو جو مخالفین کے نزدیک بھی کفر نہ ہو“۔

۱۹

اسی طرح آپ کی ایک دوسری تقریر ”چودھویں صدی کا مجدد کون“ بھی بزم عاشقان مصطفیٰ فلیمنگ روڈ، لاہور نے کتابی صورت میں چھاپ دی ہے، اس کے آغاز میں صفحہ نمبر ۷ پر آپ فرماتے ہیں کہ ”اعلیٰ حضرت کے کارناموں کا ہم احاطہ نہیں کرسکتے، ان کی قابلیت ان کا تقویٰ، ان کی ذہانت، کسی ایک پر بھی گفتگو کی جائے تو ختم نہ ہو۔ اعلیٰ حضرت دنیا کے تمام علوم پر حاوی تھے۔ علوم عقلیہ ہوں یا نقلیہ، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام علوم آپ کی بارگاہ میں دست بستہ کھڑے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے علوم کی کوئی انتہا

نہیں، آپ کی کتابوں کو پڑھا جائے اور بالخصوص فتاویٰ رضویہ کو ہمارے مدارس میں پڑھا دیا جائے تو ایسے ایسے عالم نکلیں گے کہ ان کا کوئی جواب نہیں ہوگا۔ کیونکہ خود فتاویٰ رضویہ کئی علوم کا خزینہ ہے۔

۲۰

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے کسی بھی فتویٰ پر کسی قسم کی تنقید حضرت سیدنا امام احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ برداشت نہیں کرتے تھے۔ سابق صوبائی وزیر مفتی غلام سرور قادری اپنی کتاب ”الشاہ احمد رضا“ صفحہ ۶۲ تا ۶۴، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء میں لکھتے ہیں کہ ”ایک مرتبہ ملتان میں حضرت قبلہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اور اس دوران داڑھی کی حد شرع ایک مشت کے واجب ہونے سے متعلق اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے کا ذکر آیا کہ جو شخص داڑھی ایک مشت سے کم کرواتا ہے وہ فاسق معلن ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتوے پر فقیر نے انوار العلوم کے بعض اساتذہ کی تنقید کا ذکر کیا، سیدی وسندی قبلہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت لیٹے ہوئے تھے، یہ سنتے ہی اُٹھ بیٹھے اور اعلیٰ حضرت کے اس فتوے پر تنقید کرنے والے صاحب پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کے فتوے پر تنقید ہم سے برداشت نہیں ہوگی، یہ مدرسہ اعلیٰ حضرت کے نظریات حقہ کا علم بردار ہے۔ ہم کیا ہیں؟ اعلیٰ حضرت ہیں، سب کچھ انہیں کا صدقہ ہے ہم انہیں کے ریزہ خوار ہیں، ہم انہیں کے نام لیوا ہیں۔ جو شخص اعلیٰ حضرت کے نظریات وتحقیقات شریفہ سے متفق نہیں ہم اسے برداشت نہیں کرسکتے۔ ہمارے مدرسہ میں ایسے شخص کی کوئی گنجائش نہیں“۔

مزید فرمایا: ہم سب اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ہی کی عظمت فکر کے مداح خواں ہیں اور جو علماء اہل سنت میدان تحقیقات میں جولانیاں دکھاتے یا فضائے تدقیق میں پرواز کرتے ہیں۔ یہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ہی کے فیوضات ہیں جس سے کوئی سنی عالم بے نیاز نہیں رہ سکتا“۔

۲۱

مفتی غلام سرور قادری ہی ایک اور مضمون میں لکھتے ہیں ”ایک مرتبہ راقم مولانا نور احمد فریدی علیہ الرحمہ کے عرس کے موقع پر حضرت کے ساتھ جتوئی شہر (ضلع مظفرگڑھ) گیا، رات کو حضرت تقریر کرکے اپنی نشست گاہ پر تشریف لائے اور اپنی چارپائی پر لیٹے تو راقم آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ کوئی بات کریں۔ راقم نے عرض کی کہ مدرسہ انوار العلوم میں ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کے بارے میں کہا ہے کہ وہ تو علم ظاہری کے ایک عالم تھے۔ بس یہ سنتے ہی حضرت اُٹھ کر بیٹھ گئے، پھر فرمایا کہ مولانا جس نے یہ بات کی ہے وہ اعلیٰ حضرت کے مقام سے بے خبر ہیں پھر فرمایا کہ مولانا اعلیٰ

حضرت بریلوی اپنے زمانے کے مجدد برحق ہونے کے ساتھ ساتھ بے مثل عالم، بے مثل فقیہ، بے مثل محقق تھے پھر فرمایا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اپنے زمانے کے غوث اور قطب عالم تھے۔ ان کی مثال اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے پہلے دور دور تک بھی نظر نہیں آتی، درحقیقت میرے سمیت اس دور کے تمام سنی علماء اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ہی کے چشمہ علم وعرفان سے مستفید و مستفیض ہونے والے ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے بعد اُن کے دو صاحبزادوں حجۃ الاسلام حامد رضا خان علیہ الرحمۃ، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ جیسی ہستیاں بھی اپنی جگہ بے مثل ہیں اور ان کے پائے کی علمی وحقانی اور ربانی شخصیتیں نظر نہیں آتیں۔

﴿۲۲﴾

ضلع وہاڑی کی تحصیل میلسی کے کچھ لوگوں نے جو امام احمد رضا کے مقام مرتبہ سے واقف نہ تھے میلسی میں عرس اعلیٰ حضرت اور خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ سید ابوالبرکات کے خطبہ جمعہ میں رکاوٹ ڈالنا چاہی تو حضرت مولانا حسن علی رضوی بہاولپور میں غزالی زماں کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر آپ کی قیام گاہ سے پتہ چلا کہ امام کاظمی عرس اعلیٰ حضرت میں شرکت کے لئے تیز گام سے کراچی جا رہے ہیں اور ابھی پانچ منٹ پہلے رکشہ سے اسٹیشن تشریف لے گئے ہیں مولانا حسن علی بھی دوسرے رکشہ سے ریلوے اسٹیشن پہنچے مگر اس وقت ریل گاڑی آہستہ آہستہ روانہ ہو چلی تھی، آپ چلتی گاڑی میں سوار ہوئے اور سمہ سٹہ ریلوے اسٹیشن پر اُتر کر آپ کا ڈبہ تلاش کرنا شروع کیا۔ آپ سب سے پچھلے سیکنڈ کلاس ڈبہ میں تشریف فرما تھے مولانا حسن علی رضوی اس ڈبہ میں سوار ہوئے مگر عین اسی وقت حضرت غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنا مصلیٰ جائے نماز لے کر نماز عصر ادا کرنے کیلئے نیچے اُترے اور نماز عصر ادا فرمائی۔ جب دعا سے فراغت پائی تو مولانا حسن علی رضوی نے عرض کیا کہ میلسی میں فلاں فلاں حضرت عیدگاہ میلسی میں عرس اعلیٰ حضرت میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اس سلسلے میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔ مولانا حسن علی رضوی نے عرض کیا کہ آپ فلاں فلاں حضرات کے نام مکتوب تحریر فرما دیں تو قبلہ کاظمی نے جو مکتوب تحریر کیا اس میں سلام دعا کے بعد لکھا کہ آپ لوگ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز کے عرس مبارک میں ہرگز ہرگز کوئی رکاوٹ پیدا نہ کریں بلکہ تعاون کریں اگر سیدی حضرت علامہ سید ابوالبرکات خلیفہ اعلیٰ حضرت تشریف لائیں تو سبحان اللہ وہی جمعہ پڑھائیں۔

﴿۲۳﴾

''مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفاء'' صفحہ ۳۵ جلد اول مطبوعہ ممبئی ۱۹۹۰ء میں علامہ شہاب الدین رضوی نے خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت امام کاظمی کا ذکر خیر کرنے کے بعد آپ کا ایک اقتباس نقل کیا

ہے ''حضور مفتی اعظم ہند تو مفتی اعظم عالم ہیں اس زمانے میں ان جیسا فقیہ و متقی میں نے دور [illegible] دیکھا، قرآن پاک میں خدا قدیر جل مجدہ خود ارشاد فرماتا ہے **ان اولیائہ الا المتقون** [illegible] دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے، یہ خود ان کی ولایت کی دلیل ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ فقیر کاظمی کو سرکار مفتی اعظم ہند قبلہ سے خلافت واجازت کا شرف حاصل ہے''۔

﴿۲۴﴾

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے خاندان کے ہر فرد کا آپ کے دل میں بہت احترام تھا۔ پروفیسر سید محمد جمیل الرحمٰن ماہنامہ عرفات مئی جون ۱۹۹۰ء صفحہ ۲۶ پر اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔ ''گذشتہ سالوں میں جب جماعت اہل سنت (جس کے آپ مرکزی صدر تھے) کے چند افراد نے آپ سے اختلاف کیا جس پر آپ نے بھی ان سے ناراضگی کا اظہار کیا، اتفاقاً حضرت مفتی اختر رضا خان بریلوی مدظلہ پاکستان تشریف لائے تو لاہور کے علماء نے ان کو صلح کے لئے ثالث مقرر کیا۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ میں حضرت کاظمی صاحب کے پاس جاؤں گا تاکہ اختلاف ختم ہو سکیں۔ ادھر جب آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت مفتی اختر رضا خاں مدظلہ ثالثی کے لئے تشریف لا رہے ہیں تو امام کاظمی فرمانے لگے کہ اگر مجھے حضرت مفتی اختر رضا خان نے کہا تو میں اپنے مخالفین کے پاؤں پڑ جاؤں گا۔ آخر مفتی اختر رضا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی اولاد جو ہیں۔

﴿۲۵﴾

جامعہ نظامیہ لاہور کے فاضل حضرت مولانا سردار احمد رضا بریلی شریف کے سجادہ نشین کے ایک سفر کا حال اس طرح لکھتے ہیں کہ ''واہگہ اٹاری بارڈر پر نہایت عظیم الشان استقبال ہوا جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں اعزازیہ دیا گیا حضور گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا کے آستانہ قدسیہ کی جامع مسجد میں اسپیکر بند کرا کے مکبر کھڑے کر کے نماز پڑھائی اور پھر خیبر میل کے ذریعے براستہ اوکاڑہ، ساہیوال، خانیوال وملتان، سکھر، روہڑی، حیدرآباد کراچی تشریف لے گئے۔ جب خیبر میل بعد نماز مغرب ملتان شریف پہنچی تو حضور غزالی زماں ہزاروں علماء واحباب کے ہمراہ برائے استقبال اسٹیشن پر موجود تھے۔ اگرچہ زبردست اژدھام تھا مگر لوگ حضور غزالی زماں کے حسب ہدایت مثالی نظم وضبط اور سلیقہ شعاری کے ساتھ صفیں باندھ کر پھولوں کے ہار لئے کھڑے تھے۔

عام طور پر کھڑکی پر مشتاقان دید مصافحہ و دست بوسی کرتے تھے عرض کیا گیا حضور علامہ کاظمی بھی تشریف لائے ہوئے ہیں تو حضرت سجادہ نشین قدس سرہ ٹرین کے گیٹ پر تشریف لائے اس دوران نظم وضبط ختم ہو چکا تھا قبلہ کاظمی سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے خانوادہ کے صاحبزادہ گرامی کو ایسی

عقیدت ومحبت سے پیش آئے کہ حضرت نے والہانہ انداز میں مصافحہ ودست بوسی فرمائی اور پھولوں کا ہار پہنایا یہ حضور غزالی زماں کی سیدنا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ سے قلبی عقیدت و محبت تھی کہ ان کی چوتھی پشت کے صاحبزادے سے بھی ایسے آداب اور محبت واحترام سے پیش آرہے تھے جیسے اعلیٰ حضرت کا دیدار فرمارہے ہیں''۔

﴿۲۶﴾

جس طرح امام کاظمی اعلیٰ حضرت اوران کے خانوادے کا احترام کرتے تھے جواب میں خانوادہ اعلیٰ حضرت کے بزرگ بھی آپ کو اسی احترام اور اعتماد سے نوازتے تھے۔ روزنامہ ''کوہستان'' ملتان میں حضور غزالی زماں کا انٹرویو شائع ہوا جس کو اخباری رپورٹر نے کانٹ چھانٹ کر کے شائع کیا۔ جب انٹرویو شائع ہو چکا تو امام کاظمی کے مندرجہ ذیل الفاظ ''دیوبندی خیال کے مسلمانوں'' پر بعض احباب اہل سنت کو تردد ہوا تو انہوں نے یہ معاملہ فرزند اعلیٰ حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ فرزند اعلیٰ حضرت نے جو جواب عنایت فرمایا اس سے امام کاظمی پر آپ کے اعتماد کا پتہ چلتا ہے۔ حضور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی نے امام کاظمی کے الفاظ کی اس طرح تاویل فرمائی کہ ''امام کاظمی کے لفظوں (دیوبندی خیال کے مسلمانوں) کا مفہوم یہ ہے کہ ''دیوبندی خیال کے مسلمان ہیں''۔

﴿۲۷﴾

مجلّہ ''تعلیمات'' ملتان اپنی ۱۹۹۰ء کی ایک اشاعت میں صفحہ ۴۴ پر لکھتا ہے۔ حضرت امام کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد حضرت علامہ سید محمد خلیل کاظمی محدث امروہوی علیہ الرحمۃ (م ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۰ء) کے عرس مبارک منعقدہ ۶ شوال ۱۴۰۵ھ کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں اپنے مریدین کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا ''بنیادی وصیت یہ ہے کہ اپنے مذہب پر قائم رہو۔ تو میں آپ کو بتادوں کہ امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی کا مسلک میرا مسلک ہے میرے تمام مریدین اسی مسلک پر قائم رہیں جو اعلیٰ حضرت کے مسلک سے ایک قدم بھی باہر رکھے گا وہ میرا مرید نہیں، ہاں وہ میرا مرید نہیں، ہاں وہ میرا مرید نہیں''۔

﴿۲۸﴾

برصغیر کی پڑھی لکھی دنیا میں امام احمد رضا کو متعارف کرانے اور تحقیقات کی دنیا میں ''رضویات'' کا باب کھولنے والے حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ امام احمد سعید کاظمی سے اپنی عقیدت کا اظہار الہامی فضا میں لپٹے ہوئے ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

''غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی چشتی صابری قادری بانی انوار العلوم ملتان اُن بزرگوں میں سے ہیں جو علم وفضل کے بحرِ ذخار اور دریائے معرفت کے شناور تھے۔ شہرت اُن پر ایسی عاشق وشیدا تھی کہ ہر وقت اُن کے دروازے پر دربانی کے فرائض سرانجام دیتی تھی۔ بزرگ قیام پاکستان سے بہت پہلے پورے برصغیر پاک وہند میں اپنی فضیلت علمی اور شرافت نفسی کا لوہا منوا چکے تھے۔ امرتسر میں سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک نہایت تزک واحتشام سے منعقد ہوا کرتا تھا۔ اس مقدس وبابرکت محفل میں سربرآوردہ مشائخ اور جید علمائے کرام شرکت کرنا اپنے لئے باعث فخر ومباہات جانتے تھے۔

چنانچہ مذکورۃ الصدر بزرگ بھی اس سہ روزہ محفل (اجلاس) میں شرکت فرماتے اور اہالیان امرتسر کو اپنے مواعظ حسنہ وعلمیہ سے بہرہ ور فرماتے۔ لہٰذا احقر اُس زمانے سے ان بزرگ کے مداحین میں شامل تھا پاکستان میں ہجرت کے بعد ان بزرگ کو بہت قریب سے دیکھنے کا بھی موقع میسر آیا اور یہ بزرگ فقیر حقیر پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔ 1973ء میں جب راقم السطور کو مدینہ منورہ میں حاضری کی سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی تو وہاں قطب مدینہ شیخ العرب والعجم حضرت شاہ ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی خلیفہ خاص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی (قدس سرہ) کے آستانہ عالیہ پر ہر روز حاضری سے مشرف ہوتا رہا اور متعدد مرتبہ حضرت قطب مدینہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے یہ ارشاد فرمایا ''اس وقت پاکستان میں صرف دو ہی معتبر اور قابل اعتماد عالم دین ہیں ایک حضرت ابوالبرکات سید صاحب اور دوسرے علامہ سیّد احمد سعید کاظمی صاحب'' حضرت قطب مدینہ کی لسان فیض ترجمان سے ان بزرگوں کی عظمت کے اعلان سے مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ ان کے بارے میں میرا فیصلہ بالکل صحیح تھا۔ 25 رمضان المبارک 1406ھ کو حضرت غزالی دوراں مکین خلد بریں ہوگئے تو عوام اہل سنت بالکل بے سہارا ہوگئے۔ حضرت قبلہ کاظمی شاہ صاحب اعلی اللہ مقامہ کی ذات گرامی فی الحقیقت مستغنی عن الخطاب ہے جب انکا نام نامی آجائے تو خطاب والقابات اُن کی قد آور شخصیت سے بہت چھوٹے نظر آنے لگتے ہیں۔ بلاشبہ وہ نابغہ روزگار علماء میں سے تھے جو صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔

سالہا باید تا یک فرد حق پیدا شود
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

تحریک پاکستان کے مبلغ اعظم حضرت ابوالمحامد سید محمد محدث کچھوچھوی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبہ آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ بنارس 1946ء کے آخر میں درج ہدایات وتجاویز کی روشنی میں اگر

پاکستان کے اندر متفقہ طور پر مرکزی دارالافتاء قائم کیا ہوتا یا کم از کم اہل سنت کو درپیش نت نئے مسائل کے حل کے لئے امارت شرعیہ قائم کی ہوئی تو یقیناً کاظمی شاہ صاحب اُس کے متفقہ طور پر صدر الصدور قرار پاتے اور چھوٹے چھوٹے مولوی اور خود ساختہ مفتی جو عجیب و غریب باتیں کرتے ہیں انہیں اپنی اپنی پناہ گاہوں سے باہر جھانکنے کی بھی جرأت نہ ہوتی۔ مگر وائے افسوس کہ یہاں اُلٹی گنگا بہنے لگی۔ حضرت قطب مدینہ قدس سرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق قبلہ کاظمی شاہ صاحب آخری اہل حق سربرآوردہ عالم دین ثابت ہوئے''۔ (مقدمہ گستاخ رسول کی سزا۔ ص ۳)

حکیم اہل سنت کی اس تحریر سے قارئین کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ حضرت سیدنا امام احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا امام احمد رضا بریلوی اور فکر رضا کے کتنے عظیم پرچارک تھے۔

﴿۲۹﴾

اب دعوت اسلامی کے امیر حضرت مولانا الیاس قادری کے ایک کتابچہ ''دعوت اسلامی کا بانی کون'' کا ایک اقتباس ''غزالی دوراں کی شفقتیں'' اپنے قارئین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ فکر رضا کو عملی رنگ میں پیش کرنے کی جدوجہد جاری رکھنے والی عالمگیر تحریک کی بنیادوں میں حضرت کاظمی کا کتنا مثبت، مشفقانہ اور ذمہ دارانہ طرز عمل شامل ہے۔

''غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تائیدی مکتوب سے نوازا۔ اور پہلے سالانہ اجتماع (ککری گراؤنڈ، لی مارکیٹ، باب المدینہ کراچی) میں اپنے بیان عالیشان کے ذریعے خوب علمی جواہر لٹائے۔ حضرت غزالی دوراں رحمۃ اللہ علیہ کی لائق تقلید شفقت کی ایک مدنی جھلک ملاحظہ ہو۔

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے مجھے بتایا کہ میں حضرت غزالی دوراں کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص وارد ہوا اور اُس نے آپ (یعنی الیاس قادری) کی خامیاں بیان کرنے کی کوشش کی۔ اس پر غزالی دوراں رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی انکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا بھائی سنو اس وقت الیاس قادری دین کا وہ کام کر رہا ہے جو میں اور آپ نہیں کر سکے ہاتھ اُٹھاؤ دعا کرتے ہیں کہ الیاس قادری میں جو کچھ خامیاں ہوں اللہ عزوجل دور فرمائے۔ یہ فرما کر غزالی دوراں رحمۃ اللہ علیہ نے آپ (یعنی الیاس قادری) کے حق میں دعا کی حضرت غزالی دوراں کے اس طرز عمل کی وجہ سے اس شخص کو مخالفت کرنے کی ہمت ہی نہ پڑی۔